بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

اداریہ!

الحمدللہ ماہِ صیام بخیر و عافیت گزر گیا اور اس ماہِ مبارک میں شہری مساجد میں عام دنوں کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں لوگ عبادات میں مصروف نظر آئے۔ کروڑوں روپے صدقات و زکوۃ کی مد میں عطیہ کئے گئے اور لاکھوں افراد اس سے مستفید بھی ہوئے۔ زکوۃ کے حوالہ سے اس بار ایک سوال جو متعدد بار متعدد لوگوں نے دریافت کرنا چاہا وہ یہ تھا کہ آیا ان زیورات پر یا سونے پر زکوۃ ہے جو بچیوں کی شادی کے لئے خرید کر رکھا گیا ہے۔ اس سوال میں جس جواب کی عموماً توقع کی جاتی ہے وہ یہ کہ ایسے مال (سونے یا زیورات) کو استثنیٰ حاصل ہوگا۔ جبکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ میں ادائیگی کا معاملہ صاحب مال کے صاحب نصاب ہونے کا ہے اور اگر بالفرض ایک شخص کے پاس اپنا یا اپنی اہلیہ کا زیور تو تین تولے ہے مگر چار بچیوں کی شادیوں کے لئے اس نے چار چار تولے سونا یا زیورات خرید کر رکھے ہوئے ہیں تو وہ مجموعی طور پر ۱۶+۳= ۱۹ تولہ زیورات کا مالک ہے نہ کہ صرف تین تولہ کا۔ یہاں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ۱۶ تولہ تو بچیوں کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بچیاں اس زیور کی مالک ہیں؟ کیونکہ ملک تب ثابت ہوگی جب اس زیور پر ان کا قبضہ بھی ہو اور انہیں اس میں تصرف کا حق بھی حاصل ہو۔ یعنی اگر ان میں سے کوئی بلا اجازت اپنے والدین کے اپنے حصے کا زیور خیرات کرنا چاہے یا کسی کو ہبہ کرنا چاہے یا فروخت کر کے کچھ اور خریدنا چاہے تو وہ ایسا کر سکے۔ جبکہ عملاً ایسا کرنے کا اختیار ہوتا نہیں اور قبضہ بھی بچیوں کا نہیں ہوتا ان کی ماں کا یا خود والد کا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں اس زیور پر زکوۃ اس کے مالک حقیقی یعنی والد یا والدہ جو بھی ہو اس پر ہے۔ اور اسے استثنیٰ حاصل نہیں۔ زکوۃ کی صحیح طور پر ادائیگی ہر مسلمان پر ایک شرعی فریضہ ہے اور اس میں گنجائشیں تلاش کرنا اور حیلہ سازی کی کوشش کرنا عنداللہ خود کو مستحق عقاب ٹھہرانا ہے اس سے گریز لازم۔ اور خوش دلی سے اموال زکوۃ کی ادائیگی پر اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی کا حصول باعث خیر و برکت ہے۔ اللہ رب العزت توفیقِ صواب و ثواب عطا فرمائے۔ (آمین)

بعض احباب نے برما کے مظلوم مسلمانوں اور ایران کے زلزلہ زدگان کے لئے زکوۃ فنڈ اکٹھا کرنے اور بھجوانے کے بارے میں دریافت کیا۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ اگر وہاں مستحقین ہوں اور

وہاں ان کی مدد کرنے والے افراد یا ادارے نہ ہوں، اموال زکوۃ کے علاوہ انہیں کسی ملک یا مدد کنندہ سے مدد نہ مل رہی ہو تو زکوۃ بھیجنے میں مضائقہ نہیں تاہم ملے جانے والوں کی دیانت کا امتحان ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وکیل اپنی مرضی سے اس میں تصرف کرنے لگے۔ یا جنہیں زکوۃ فنڈ سے مدد دی جارہی ہو وہ خود اصحاب نصاب ہوں، ان کے گھر اگر چہ گر کر تباہ ہوگئے ہوں لیکن ان کے اموال باطنہ بینکوں یا دیگر محفوظ مقامات پر محفوظ ہوں۔ تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کا عادی بنانا اسلام کے مزاج کے بھی خلاف ہے۔ اور اس کی شرعاً کوئی گنجائش بھی نہیں۔ البتہ واقعتاً ضرورت مند افراد کی زکوۃ سے مدد کرنا بلاشبہ جائز ہوگا۔ ایک اور بات بھی پیش نظر رہے کہ ایرانی زلزلہ زدگان کی مدد زکوۃ سے کرنے سے قبل اس بات کا جائزہ بھی لے لیا جائے کہ وہ زکوۃ کے قائل اور زکوۃ لینے پر تیار بھی ہیں یا نہیں ایسا نہ ہو کہ آپ تو انہیں زکوۃ بھجوا رہے ہوں اور وہ ہوں اصحاب عشر وخمس؟

مزید یہ کہ ایران پاکستان سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے اور وہاں کے باشندوں میں غربت وافلاس کی وہ صورت نہیں جو خود پاکستانیوں کی ہے...... اس لئے زکوۃ کی وصولی وترسیل سے قبل یہ تمام امور پیش نظر رہنا انتہائی ضروری ہیں۔

تاریخ مدینہ منورہ

☆

مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کی نئی کتاب

☆

رفیق المدینہ المنورۃ فی احوال البلدۃ المطھرۃ

۷۷۶ صفحات عمدہ طباعت آفسٹ کاغذ خوبصورت مضبوط جلد

☆

آج ہی حاصل کریں

مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی، کراچی۔

☆ تخصيص العام بالنية مقبولة ديانة لا قضاء ☆